طاہرہ بانو

(جناب ڈاکٹر خواجہ عبدالرشید صاحب ایم بی بی ایس کا ایک خط)

رات گلزار صاحب تشریف لاتے تھے تو پھر آپ کا ذکر خیر رہا اور برہان کے نئے پرچے بھی انھیں دکھائے۔ ستمبر کے پرچے میں ابوالمعظم نواب سراج الدین احمد خاں سائل پر چوتھی قسط تھی۔ دونوں نے اسے اکٹھے دیکھا، برہان کے لئے کچھ مواد پیدا ہو گیا جو ارسال خدمت ہے۔ دیکھئے ماحول پیدا ہوتے ہی کچھ لکھنے میں دیر نہیں لگی! ہم دونوں کے ساتھ ایک اور صاحب بھی تھے جن سے آپ آشنا ہیں یہ ہمارے کرمفرما سینیٹر عبدالرحیم شمشاد پشاوری ہیں جو حال ہی میں برما سے تشریف لاتے ہیں اور سائل کے شاگردوں میں سے ہیں۔ چنانچہ ان کی دلچسپی بھی قطعی تھی۔

اس خط سے مقصد اول تو ایک ایسی ادبی شخصیت سے تعارف کرانا ہے جس کا ذکر خیر نہایت ہی سرسری طور پر مندرجہ بالا مضمون میں کیا گیا ہے، اور دوسرے چند ایک غلط فہمیوں کا استدراک! یہ ہستی طاہرہ بانو ہیں۔ میں ذاتی طور پر ان سے آشنا نہیں ہوں البتہ تعارف غائبانہ ضرور ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ جب نظام میاں ایران میں تھے تو میں بھی اُدھر ہی کہیں صحرانوردی کر رہا تھا گلزار صاحب سے تو آپ میرے تعلقات کو جانتے ہی ہیں۔ نظام میاں مرحوم اور طاہرہ بانو سے انھیں بہت اُنس تھا چنانچہ خطوں میں قصے ہوا کرتے تھے۔ مگر میں طاہرہ بانو کی شخصیت سے بہت متاثر تھا چند ایک مرتبہ انھیں ریڈیو طہران پر تقریر نشر کرتے سُنا۔ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستان بھر میں عورت کی زبانی ایسی تقریر اُردو زبان میں سننے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ حیرت ہوتی کہ طہران سے یہ آواز کیسی! چنانچہ گلزار صاحب کے توسط سے مکمل تعارف ہوا۔ کچھ تو باتیں حافظے میں تھیں اور کچھ رات اُن سے تصدیق کیں، جو ذیل میں درج ہیں اور برائے اشاعت روانہ کر رہا ہوں۔

طاہرہ بانو، ملک الشعرا بہار کی بیٹی نہیں بلکہ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی امیر علی معصومی ہے آپ لکھنؤ یونیورسٹی میں پروفیسر تھے، نہ کہ ملک الشعرا بہار، جیسا کہ مقالہ نویس نے لکھ دیا ہے معصومی صاحب آج کل حیدر آباد دکن میں تشریف فرما ہیں اور طاہرہ بانو بھی وہیں ہیں طاہرہ بانو ملک الشعرا بہار کی شاگرد رشید ہیں اور خود نہایت اچھی شاعرہ ہیں کلام اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں موجود ہے، مگر اکثر غیر مطبوعہ۔ چند اشعار جو یاد رہ گئے ہیں وہ ذیل میں درج کردونگا۔

ملک الشعراء بہار نے غالباً کوئی قطعہ لکھا تھا جب ان کی نسبت پہلی بار نظام میاں سے ٹھہری گلزار صاحب کا کہنا ہے کہ طاہرہ بانو اور ان کے والد بزرگوار کے تعلقات ملک الشعراء بہار سے نہایت خوشگوار تھے، اور غالباً خود گلزار صاحب کا تعارف ان سے ملک الشعرا بہار ہی کے مکاتیب ہوا تھا نہیں

آپ جانتے ہیں مجھے اردو ادب سے چنداں لگاؤ تو ہے نہیں جو میں طاہرہ بانو کی شاعری پر پورے طور سے تنقید یا تبصرہ کرسکوں۔ ہاں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ شاعری کے بلند معیار کا تخیل جو میرے ذہن میں موجود ہے اس پر ان کے اشعار ضرور پورے اترتے ہیں اگر میں اسلوب تشخص الفاظ، سادگی، بیساختہ پن اور اشعار کے دیگر لوازمات پر بحث شروع کردوں تو میں جانتا ہوں یہ محض تصنع ہوگا۔ مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ کی شاعری کے کتنے دور ہیں۔ البتہ جو کچھ سنا وہ پیش کئے دیتا ہوں آپ خود بلندیٔ اشعار کا اندازہ کریں۔ دھو ھذا

ایک غزل کے کچھ اشعار ہیں:۔

پھر ان کے در پہ جانے کا ارماں ہے آجکل — پھر عقل و عشق دست و گریباں ہے آجکل
پھر الجھنیں پڑی ہیں سکونِ خیال میں — کیا زلفِ یار رخ پہ پریشاں ہے آجکل
کیا پوچھتے ہو کیسے گذرتی ہے زندگی — وحشت ہے اور ہم ہیں بیاباں ہے آجکل
اب طاہرہ خیال میں رنگینیاں کہاں — اجڑا ہوا چمن دلِ ویراں ہے آجکل

میں نہیں کہہ سکتا کہ کن تاثرات کے ماتحت یہ غزل کہی گئی مگر پڑھنے والا کہہ سکتا ہے کہ کوئی حادثہ گراں ہوگا! جس نے ایسے پاکیزہ جذبات کو ابھار دیا۔

مندرجہ ذیل چند اشعار آپ کی ایک فارسی غزل سے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔ اشعار خود بول رہے ہیں کہ کہنے والا اس میدان کا شاہسوار ہے۔ آپ کے مقالہ نویس نے تو یوں ہی طاہرہ بانو کا ضمنی طور پر ذکر کر کے چھوڑ دیا۔ ورنہ ع

تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

کہتی ہیں۔

اے دوست بسوئے کلبۂ ویراں خوش آمدید — در قلب چاک و دیدۂ گریاں خوش آمدید
در آشیانِ بلبلِ محزون و دل فگار — اے گل شگفتہ خاطر و خنداں خوش آمدید
از دردِ عشق و دوریٔ تو خوں گریستم — اے چارہ سازِ قلبِ پریشاں خوش آمدید

ایک اور اُردو غزل کے چند ایک اشعار یاد رہ گئے ہیں وہ بھی سن لیجئے۔ اس غزل کی تقریب بھی یاد نہیں مگر دیکھ لیجئے اظہار کس قدر بیساختہ اور نیچرل ہے۔ کسی نوجوان سے خطاب ہے... جسے شاید قضا اُٹھا کرلے گئی۔

اے جواں، اے نوجواں، ہاں سوچ لے پھر سوچ لے — زندگی بازی نہیں، شوخی نہیں، زنجیر ہے
تیری ہلکی مسکراہٹ اور میری بے بسی — مشرقی عورت ہوں بس میری یہی تقدیر ہے
اے ہمنوا، کیا ایک دن تو ہمسفر ہو جائیگا؟ — ہم وطن ہونگی کیا بس اک یہی تدبیر ہے

(خط کشیدہ الفاظ آخری مصرعہ کے یقینی نہیں غالباً ان کی جگہ پر کچھ اور ہوگا۔ گلزار صاحب سے تصدیق کی مگر اُن کے حافظہ سے بھی اصل غزل اوجھل ہو چکی تھی)

نظام میاں کی وفات کے بعد طاہرہ بانو کی شادی میجر سعید صاحب سے ہوئی جو آج کل حیدرآباد دکن میں لیفٹننٹ کرنل ہیں۔

لیجئے تعارف تو میں نے کروا دیا اب آپ کا یہ فرض ہے کہ طاہرہ بانو سے کچھ لکھوا کر برہان میں شائع کر دیجئے۔ وہ صرف شاعر ہی نہیں بلکہ بہت سے موضوع انھیں ازبر ہیں۔ ان کی نثر بھی ایک آدھ بار نظر سے گذری ہے، وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ بھی خوش گفتنی و دُرسفتنی ہے